ڈاکٹر اسرار احمد کی مذہبی و سماجی خدمات کا تاریخی جائزہ

Religious and Social Role of Dr. Israr Ahmad: An Historical Analysis

شکیل احمد*

Abstract

Dr Israr Ahmad (1932-2010) is a source of encouraging movement for the Muslim Ummah that is why the number of his associates are increasing. He tried to reform the Muslim society by implementing his philosophy by creating various social and religious organizations such as Anjuman-i-Khudam-ul-Qur'an (1972), mass awakening and mobilizing movement Tanzim-i-Islami (1975) on the base of personal Bai'at for the Islamic Revolution and to establish Khilafat firstly in Pakistan then in all over the World. Ahmad beliefs, that to think worldwide and act locally is a proper way to bring the change in the society. Basically, he tried to convince the public against social evils the rejuvenation understanding the Qur'an through Dor-i-Tarjumah. Anjuman-i-Khudam-ul-Qur'an in the month of Ramadan, introduced the Academies and the Qur'an Colleges. His Tanzim-i-Islami is the first Islamic Revolutionary party that introduced separate constitutional structure for women wing, where women are striving to eradicate the evils from Pakistani society. Ahmad, opposing to participate in the existing political system in Pakistan, started the Tehrik-i-Khilafat (1991) for the dominance of Islam. His perception was that in the prevailing political system, Islam and its socio-economic justice con not come into being. To publicize his philosophy and thoughts, he delivered lectures in different forms including: Civil Services, National Officers of Public Administration, Military Staff College, and National

* صدر شعبہ تاریخ، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ بوائز کالج باغ، آزاد ریاست جموں و کشمیر۔

Defense College. Not only he delivered lectures but he also conveyed his Qur'an understanding message within Pakistan and abroad through monthly and weekly fast-moving media and recording audio, video; Methaq Monthly, Hikmat-i-Qur'an, Nida-i-Khilafat to express his revolutionary analysis. His thought spread across Pakistan, India and abroad. His social and religious services not only proved to be the only way to understand the meanings and teachings of the Qur'an, but guided the educated community to solve their various social, religious and political matters.

تلخیص

ڈاکٹر اسرار احمد(۱۹۳۲ء-۲۰۱۰ء) اُمت مسلمہ کے لیے ایک حوصلہ افزاء تحریک کا ذریعہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کے پیر وکاروں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ انہوں نے اپنے فلسفے کوعملی جامہ پہنانے کے لیےعلمی تنظیم انجمن خدام القرآن، اسلامی تحریکی جماعت تنظیم اسلامی اور انقلاب کے لیےتحریک خلافت نامی جیسی مختلف اسلامی تنظیمات تشکیل دے کرمسلم معاشرے میں اصلاحات نافذ کرنے کے لئے کاوشیں کیں۔ بنیادی طور پر اُنہوں نے رجوع الی القرآن تحریک اور دورہ ترجمہ قرآن کے ذریعے عوام کو برائیوں کے خلاف ترغیب دینے کی کوشش کی۔ مرکزی انجمن خدام القرآن نے قرآن اکیڈمیزاور جامع قرآن کالج متعارف کروائے۔ ڈاکٹر صاحب کی تنظیم اسلامی وہ پہلی اسلامی انقلابی پارٹی ہے جس نے عورتوں کے لیے خواتین ونگ کا الگ سے دستوری ڈھانچہ متعارف کروایاجس کے تحت خواتین معاشرے میں سماجی برائیوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے پاکستان کے موجودہ سیاسی نظام کے طریقہ کار میں شمولیت سے اختلاف کرتے ہوئے '۱۹۹۱ء' میں غلبہ اسلام کے لیےتحریک خلافت شروع کی۔اُنہوں نے اپنے اس فلسفہ وفکر کو عام کرنے کے لیےمختلف فورمز جن میں سول سروس، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن، ملٹری سٹاف کالج، نیشنل ڈیفینس کالج جیسی آفیسران کی مختلف اکیڈمیز میں نہ صرف لیکچرز دیے بلکہ اپنے نقطہ نظر کے اظہار کے لیے میثاق، حکمت القرآن اور ندائے خلافت جیسے ماہانہ وہفت روزہ رسائل و جرائداور آڈیو وڈیو ریکارڈنگ کے ذریعے اپنا پیغام تیزی سے اندرون و بیرون

پاکستان وسیع پیمانے پر پہنچایا۔ اُن کی مذہبی و سماجی خدمات نہ صرف قرآن کو سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوئیں بلکہ مختلف دوسری معاشرتی معاشی و سیاسی مسائل کے حل کے لیے رہنمائی کی۔

تعارف شخصیت:

ساؤتھ ایشیاء کے مسلمانوں کی بیداری کے لئے احمد سرہندی(۱۵۶۴ء تا ۱۶۲۴ء) شاہ ولی اللہ (۱۷۰۲ء-۱۷۶۴ء) اور ان کے بیٹوں نے علمی اور تحریکی کام میں اہم کردار ادا کیا۔ پھر یہ تسلسل مختلف ادوار میں جار ی رہا۔ پاکستان بننے کے بعد اس کام کو جسے اقامت دین کی جدوجہد کہا جا تاہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اس مشن کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ اپنی تحریک کے ذریعے اس میں جوش و جذبے کی ایک نئی روح پھونک دی۔ اس کو تجدیدی محنتوں کا بار امانت قرار دیا اور امت کو اس امانت کا حق ادا کرنے کے لئے بڑے جوش و ولولہ سے متوجہ کیا۔۱ اسرار احمد۲۶ اپریل ۱۹۳۲ء کو بھارت کے شہر ہریانہ میں پیدا ہوئے۲ اُنہوں نے ابتدائی تعلیم ہریانہ سے حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔'۱۹۴۹ء' سے '۱۹۵۴ء' تک اسرار احمد نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی۔۳

1950 میں وہ اسلامی جمعیت طلبہ کے ممبر بنے جو ۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس عرصہ کے دوران اُنہیں تنظیم سازی کا بڑا ملکہ حاصل ہوااور اُنہیں خطابت کی صلاحیتوں میں فروغ حاصل ہوا بالخصوص مولانا سیدابوالاعلی مودودی (۱۸۷۹ء-۱۹۰۳ء) کی تحریروں کی بدولت اُن کی استعداد اورعلم میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ ۱۹۵۱ء میں وہ بیک وقت اسلامی جمعیت طلبہ لاہور اور اسلامی جمعیت طلبہ پنجا ب کے ناظم رہے۔

۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۴ء تک وہ اسلامی جمعیت طلبہ کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ وہ ہفتہ وار جریدہ عزم کے ایڈیٹر تھے جو کہ اسلامی جمعیت طلبہ کے ترجمان کی حیثیت رکھتا تھا۔ ۱۹۵۴ء میں اُنہوں نے جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کی لیکن ۱۹۵۷ء میں پالیسی اختلافات کی بنیاد پر مستعفی ہو گئے۔ ۱۹۶۵ء میں انہوں نے کراچی یونیورسٹی سیاسلامیات میں

ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ وہ اُنیسویں صدی کے دوعظیم مفکرین مولانا مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی (۱۹۰۴ء-۱۹۹۷ء) جیسے رہنماؤں کے قریبی ساتھیوں میں شامل رہے۔ اُن کے لیے مولانا مودودی کے افکار اور تحریروں کے مختلف انداز اُن کی ذہن پر نقش ہو چکے تھے، نتیجۃً ان کے ذہن میں اس سلسلے میں کوئی شکوک و شبہات، الجھن یا غیر یقینی صورت کبھی نہیں رہی۔ اُن کا کام دعوت الی القرآن پر مشتمل تھا۔

دعوت رجوع الی القرآن

برصغیر میں دعوت رجوع الی القرآن پر اُن کا کام تاریخی پس منظر پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے دعوت رجوع الی القرآن تحریک کی شروعات کی وضاحت کی۔اُنہوں نے دعوت رجوع الی القرآن کے پس منظر کی علمی اور منطقی وضاحت پیش کی۔ اُن کی فکر کے مطابق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۰۲ء-۱۷۶۴ء) اور اُن کے پیروکاروں نے برصغیر پاک و ہند میں دعوت رجوع الی القرآن کی تحریک شروع کی۔ اُنہوں نے قرآن کا فارسی زبان میں ترجمہ فتح الرحمٰن کیا، جو کہ اُن کے بیٹوں شاہ رفیع الدین (۱۷۴۹ء-۱۸۱۸ء) اور شاہ عبد القادر۱۷۵۳ء-۱۸۱۵ء) شائع کیا۔۴

دعوت رجوع الی القرآن کی تحریک اٹھارہویں صدی میں شروع کی گئی تھی، لیکن اُنیسویں صدی میں عیسائیوں اور آریا سماجوں۵ کے ساتھ بڑھتے ہوئے بحث مباحثوں اور سیاسی بحران کی بدولت برطانوی نو آبادیاتی نظام میں تحریک کو دبا دیا گیا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں یہ تحریک دوبارہ پوری شدت کے ساتھ زندہ ہوئی، جس میں اسلامی مکاتب فکر نے اس اہم کام کو دوبارہ شروع کیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں اولاً سرسید احمد خان (۱۸۱۷ء-۱۸۹۸ء) نے ۱۹۸۵ء میں اپنے ہفتہ وار اخبار تہذیب الاخلاق میں قرآن کی تفسیر شروع کی تھی جسے گیارہ سال بعد پندرہویں پارے پر روک دیا گیا تھا۔٦

۱۹۰۳ء میں ڈپٹی نذیر احمد (۱۸۳۰ء-۱۹۲۱ء) کی طرف سے کیا گیا قرآن کا ترجمہ شائع ہوا۔ ۱۹۰۵ء میں مولانا عبد اللہ چکڑالوی (۱۹۳٦ء-۱۹۹۳ء) کی لکھی گئی تفسیر شائع ہوئی، ۱۹۰٦ء میں مرزا حیرت دہلوی کا ترجمۃ القرآن شائع ہوا۔ ترجمہ قرآن از مولوی فتح محمد

جالندھری ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا۔ اسے دیکھنے کے بعد نواب عماد الملک بلگرامی (۱۸۴۳ء-۱۹۲۶ء) نے ایک آسان ترجمہ شروع کیا لیکن یہ چھٹے پارے تک ہی محدود رہا اور اُن کی وفات تک مکمل نہ ہو سکا۔ ۱۹۰۶ء میں مولانا اشرف علی تھانوی (۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء) نے تفسیر بیان القرآن لکھنا شروع کی جو کہ ۱۹۱۵ء میں مکمل ہوئی۔ ۱۹۱۱ء میں مولانا محمد احمدرضا خاں بریلوی (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) نے کنزالایمان فی ترجمہ القرآن لکھا۔ ۱۹۲۰ء میں ترجمہ القرآن مع مختصر تبصرہ از مولانا محمود حسن دہلوی (۱۸۵۱ء-۱۹۲۰ء) شائع ہوا۔ (سورۃ نساء تک تبصرہ شیخ الہند نے لکھا جب کہ بقیہ تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی (۱۸۸۵ء-۱۹۴۹ء) نے لکھے۔

اس پس منظرکو ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک تسلسل قرار دیا ہے، اُن کے افکار کے مطابق

> برصغیر پاک و ہند میں ملت اسلامی کی نشاۃ ثانیہ کے عمل کے دوران د و متضاد نقطہ نظر اور طرزہائے فکر پروان چڑھتے گئے، ایک وہ جس کا منبع و سر چشمہ علی گڑھ بنا اور دوسرے وہ جس کے مرکز و محور کی حیثیت دیو بند کو حاصل ہوئی۔ ابتداء میں راسخ العقیدہ علماء کی گرفت مسلم معاشرے پر اتنی مضبوط تھی کہ علی گڑھی طرزِ فکر کو اپنے لیے راستہ بنانے میں شدید مخالفت و مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا لیکن بعد میں حالات کے تقاضوں کے تحت اُس کے اثرات وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے گئے اور علماء کا حلقہ سکڑتا چلا گیا، تاہم اب بھی ہمارے جسد ملی کے بحر محیط میں باہم ساتھ ساتھ مگر جُدا جُدا کی شان کے ساتھ بہہ رہی ہیں اور اگرچہ قومی و سیاسی میدان میں علی گڑھی مکتب فکر کو فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی تاہم مذہبی میدان میں اب بھی غلبہ و اقتدار راسخ العقیدہ علماء کو ہی حاصل ہے۔ جہاں تک مقدم الذکر مکاتب فکر کا تعلق ہے ہمیں ان سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہے اور ہم انہیں ضلالت و گمراہی کے مختلف رنگ (Shades) سمجھتے ہیں۔ بایں ہمہ اس جائزے میں اُن کا ذکر دو وجوہ سے کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اُن کی مساعی سے بھی اُمت کے بعض عناصر میں قرآن مجید سے ایک دلچسپی پیداہوئی اور اگرچہ اُن کے زیر اثر یہ دلچسپی غلط رُخ پر پڑ گئی۔ تا ہم اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اگر قرآن حکیم کے حقیقی اور اصلی علوم و معارف پیش کیے جائیں تو ان مکاتب فکر سے منسلک لوگوں کو بآسانی راغب کیا جا سکتا ہے اور دوسرے یہ کہ ان مکاتب فکر نے گویا ایک دعویٰ (Thesis) کی شکل اختیارکر لی جس کے جواب دعویٰ (Thesis-Anti) کے طور پر راسخ العقیدہ علماء کو ترجمہ و تفسیر

قرآن مجید کی جانب عوام کی توجہات کا عمل تیز ہو گیا۔ بہرحال علی گڑھ اور دیو بند کی ان دو انتہاؤں کے مابین ملت اسلامیہ ہند کے محیط میں 'فکر قرآنی' کے تین سوتے پھوٹے (علامہ محمد اقبال، مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا حمید الدین فراہی) جنہیں مجموعی طور پر (Synthesis) سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔۷

۱۹۵۷ء میں ڈاکٹر اسرار احمد نے جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کی اور پھر ان لوگوں کے ساتھ مل کر ،جن لوگوں نے جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اقامت دین کی جدو جہد کے لئے کام شروع کیا۔ اس کے لئے انہوں نے پورے ملک میں دروس قرآن اور خطبات کا سلسلہ شروع کیا۔

خطبات جمعہ:

عوام کو قرآنی تعلیمات کی جانب موڑنے اور ان کی ذہنی اور فکری تطہیر میں جمعۃ المبارک کے خطبات کی بہت اہمیت ہے۔ اسی غرض سے ڈاکٹر اسرار احمد نے ہفتہ وار، پندرہ روزہ اور ماہانہ دروس کے علاوہ جمعۃ المبارک کے خطاب کی ذمہ داری بھی قبول فرمائی اور خطبات جمعہ کا آغاز ۱۹۶۸ء میں مسجد خضراء سمن آباد، لاہور سے ہوا۔ ان خطبات جمعہ میں دروس قرآن کے علاوہ ملک و ملت کو درپیش مسائل اور ان کے صحیح حل کی نشاندہی بھی کی جاتی۔ان خطبات جمعہ کا دورانیہ اڑھائی گھنٹے پر محیط ہوتا اور باذوق سامعین کی تعداد دو اڑھائی ہزار کے قریب ہو جاتی۔۸

ڈاکٹر صاحب نے اپنی علمی، فکری اور تبلیغی فکر کو عام کرنے کے لئے ملکی اور غیر ملکی سطح پر کئی دورے کئے۔ جب کبھی کہیں سے دین حق کو عام کرنے کی دعوت آئی تو نہ فاصلوں کی مشکلات و صعوبتوں کو دیکھا، نہ بیماری اور پیرانہ سالی کو عذر بنایا بلکہ اللہ کے پیغام کو پورے جذبے اور خلوص کے ساتھ پہنچانے کی بھرپور کوشش کی۔ الغرض آپ نے غیر ملکی سطح پر امریکہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، انگلینڈ، آسٹریلیا وغیرہ کے کامیاب دور ے کیے۔۹

کانفرنسز کا انعقاد:

قرآن کانفرنس: ڈاکٹر اسرار صاحب کی دعوتی خدمات میں قرآن کانفرنسز کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ ان کانفرنسز نے قرآن حکیم کے علوم و معارف کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کانفرنسز کا آغاز۱۹۷۳ء میں ہوا۔ جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء اور اہل فکر کو مدعو کیا جاتا۔ ان علمائے کرام میں مولانا سید محمد یوسف بنوری (۱۹۰۸ء-۱۹۷۷ء)، مولانا شمس الحق افغانی(۱۹۰۰ء-۱۹۸۳ء) حافظ مولانا محمد گوندلوی (۱۸۹۷ء-۱۹۸۵ء) مولانا محمد حنیف ندوی (۱۹۰۸ء-۱۹۸۷ء) مولانا محمد مالک کاندھلوی (۱۹۲۵ء)، مولانا سید ابوبکر غزنوی، مولانا سید حامد میاں (۱۹۲۶ء-۱۹۸۸ء) یوسف سلیم چشتی (۱۸۹۵ء-۱۹۸۴ء) قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بھی جید علمائے کرام جیسے مولانا اخلاق حسین قاسمی (۱۹۲۴ء-۲۰۰۹ء)، مولانا سید احمد اکبر آبادی، مولانا عبدالکریم پاریکھ اور مولانا وحید الدین خان (۱۹۲۵ء) وغیرہ کو بھی مدعو کیا جاتا رہا۔ ہر کانفرنس کا ایک خاص موضوع ہوتا جس پر مقالے بھی پڑھے جاتے اور تقاریر بھی کی جاتیں۔ ۱۹۷۳ء سے مسلسل سات سال قرآن کانفرنسز کا انعقاد جاری رہا اس دوران آٹھ کانفرنسز منعقد ہوئیں۔۱۰

محاضرات قرآنی:

ڈاکٹر اسرار صاحب کی ایک خالص علمی و دینی خدمت محاضرات قرآنی کا انعقاد بھی تھا۔ جس کے ذریعے علمائے دین کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع ملتا اور باہم سوالات و جوابات کی صور ت کو نادر علمی افکار سے آگاہی حاصل ہوتی۔ قرآن کانفرنس کی بجائے ۱۹۸۱ء سے محاضرات قرآنی کا آغاز ہوا اور یہ محاضرات لاہو ر کے علاوہ کراچی میں بھی منعقد ہوئے۔ ان محاضرات میں ڈاکٹر صاحب نے یہ انداز اپنایا کہ کسی موضوع پر ایک مختصر تحریر مرتب کرنے کے بعد اسے متعدد علماء کی خدمت میں تصویب و تصحیح کے لئے ارسال فرما کر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اور تنظیم اسلامی کے مشترکہ اجتماع میں خطاب فرمانے کی دعوت دیتے۔ جس کی بناء پر علمائے کرام کو اپنے خیالات کا بھرپور اور بلا جھجک اظہار کاموقع ملتا ان محاضرات قرآنی میں آپ نے ایک انداز یہ بھی اپنایا کہ آپ ایک موضوع کو

منتخب کر کے اس پر متعدد قرآنی لیکچر دیتے اور ہر لیکچر کے بعد اہل فکر و دانش کا ایک پینل اسی علمی موضوع کے متعلق سوالات کرتا اور یہ پینل مختلف مکاتب فکر کے جید علماء جدید فکر کے حامل اہل فکر، وکلاء اور صحافیوں پر مشتمل ہوتا۔ اس طرح اہل علم و دانش تک قرآن حکیم کی دعوت کو پہنچایا۔۱۱

سیرت کانفرنس:

سالانہ قرآن کانفرنس اور سالانہ قرآنی محاضرات کی طرح سیرت کانفرنس کا نعقاد بھی ڈاکٹر صاحب کی ایک اہم دینی خدمت ہے۔ سیرت کانفرنس سے قبل آپ نے سیرت نبی کے موضوع پر مختلف مقامات پر تقاریر کیں جن کو عوام اور خواص میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ چنانچہ ۲۴نومبر تا ۲۷ نومبر ۱۹۷۸ء کو پہلی سیرت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ بعض وجوہات کی بناء پر یہ کانفرنس صرف ایک روز ۲۴ نومبر کو منعقد ہوئی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ڈاکٹر صاحب نے یکم دسمبر سے ۸ دسمبر ۱۹۷۸ء تک روزانہ مسجد شہداء میں نبی کے موضوع پر مختلف تقاریر کیں۔پہلی سیرت کانفرنس کے بعد پھر کوئی سیرت کانفرنس کے بعد کوئی سیرت کانفرنس منعقد نہ کی جاسکی۔ ۱۲

۱۹۷۸ء کے سال کو ڈاکٹر صاحب نے سیرت النبی کا سال قرار دیا۔ ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۳ء تک ملک کے طول و عرض میں بلا مبالغہ سینکڑوں تقاریر سیرت النبی کے موضوع پر کیں۔ جس کے بارے میں وہ خود فرماتے ہیں کہ سیرت المطہرہؐ کے بہت سے گوشے ان پر پہلی مرتبہ منکشف ہوئے۔ ۱۹۸۴ء کے اواخر میں مسجد دارالسلام باغ جناح میں سیرت النبیؐ سے اخذ کردہ انقلاب اسلامی کا منہج کے موضوع پر گیارہ تقاریر کیں بعد میں یہی خطابات منہج انقلاب نبویؐ کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع کر دیئے گئے۔

نماز تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ القرآن:

ڈاکٹر اسرار احمد نے دینی تعلیم کے فروغ کے لئے نئے انداز اختیار کیے جن میں آپ کی دینی اور قرآنی خدمات میں نماز تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ القرآن کو بہت اہمیت

حاصل ہے۔ نماز تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ القرآن کا آغاز ۱۹۸۴ء میں ہوا۔ نماز تراویح میں جتنے حصے کی تلاوت کی جاتی اس کا پہلے سہل وسلیس ترجمہ اور پھر مختصر تفسیر بیان کی جاتی۔ ڈاکٹر صاحب کے جاری کردہ اس پروگرام کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ نہ صرف ملک بھر میں سینکڑوں مقامات پر آپ کے تلامذہ دورہ ترجمہ القرآن کی ادائیگی کی سعادت حاصل کرتے رہے جو اب بھی جاری ہے۔بلکہ بیرون ملک میں بھی یہ خدمت جاری ہے۔۱۳

دعوت بذریعہ ابلاغ عامہ:

جدید دور میں ذرائع ابلاغ نہ صرف ہر قسم کی معلومات پہنچانے کا اہم ذریعہ ہیں بلکہ عامۃ الناس کی اصلاح احوال و تزکیہ نفس کا بھی موثر ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اگر ان ذرائع ابلاغ کو دعوت دین کے لئے استعمال کیا جائے۔ ذرائع ابلاغ میں ریڈیو ٹیلی ویژن اخبارات ورسائل، ویب سائٹس، آڈیو اور ویڈیو کیسٹ وغیرہ آجاتے ہیں جن کو ڈاکٹر صاحب نے دعوت وتبلیغ کے لئے بھر پور استعمال کیا۔ ان کا یہی طریقہ بعد میں آنے والے مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے اپنایا۔ ڈاکٹر صاحب جدید ذرائع ابلاغ ذریعے اس بات پر زور دیتے رہے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر آپ نے انسانی زندگی کے اجتماعی پہلوؤں، سیاست، معاشرت اور معیشت پر کھل کر بات کی۔ ملکی حالات پر کھل کر بات کرتے ہوئے ایک طرف معاشرے میں رائج غلط رسومات کے خلاف آواز بلند کی دوسری طرف حکمرانوں اور سیاست دانوں کو پیش آمدہ ملکی حالات کے ساتھ ساتھ انکی غلطیوں کو بھی دوٹوک انداز میں واضح کرتے رہے۔ لہٰذا آپ نے اپنے مافی الضمیر کی آواز پہنچانے کا ایک ذریعہ اخبارات و رسائل کو بنایا تا کہ وقت کے حکمرانوں اور عامۃ الناس کی بروقت اصلاح ہو سکے۔۱۴

رسائل و جرائد:

ڈاکٹر صاحب نے دینی، علمی اور دعوتی نوعیت کے تین رسائل بھی جاری کئے جن میں ڈاکٹر صاحب اور دوسرے بہت سے اہل علم کے مضامین شائع ہوتے رہے اور یہ سلسلہ آج

تک جاری ہے۔ بلند پایہ معیارعلمی کے حامل یہ رسائل دین کی ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

میثاق: یہ رسالہ مولانا امین احسن اصلاحی نے شروع کیا تھا بعد میں ۱۹۶۶ء سے ڈاکٹر صاحب کی زیر ادارت شائع کیا جانے لگا۔ اس رسالہ کی تنظیم اسلامی کے تحت ماہانہ بنیاد پر باقاعدگی سے اشاعت جاری ہے۔

حکمت قرآن: ڈاکٹر اسرار نے ۱۹۸۲ء سے اس شمارے کا آغاز کیا اور اس کی مسلسل اشاعت جاری ہے۔ یہ رسالہ ماہانہ بنیادوں پر جاری ہوتا تھا بعد ازاں جنوری ۲۰۰۸ء سے اسے سہہ ماہی کر دیا گیا۔ یہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے تحت جاری ہوتا ہے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت: پہلے اس رسالہ کا نام ندا تھا ۲۷ جنوری ۱۹۹۲ء سے اب تک تحریک خلافت پاکستان اور تنظیم اسلامی کے تحت جاری ہے۔ یہ ہفت روزہ رسالہ ڈاکٹر اسرار احمد کے بیٹے حافظ عاکف سعید کے زیر ادارت شائع ہوتا ہے جو کہ تنظیم اسلامی کا ترجمان ہے۔

(The Quranic Horizon):

تنظیم اسلامی کے تحت یہ انگریزی مجلّہ جنوری 1992ء سے2000ء تک ماہانہ بنیادوں پر جاری رہا۔۱۵

دعوت بذریعہ آڈیو ویڈیو کیسٹس اورسی ڈیز و ڈی وی ڈی: موجودہ دور کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے پڑھے لکھے طبقے کے لئے آڈیو ویڈیو کیسٹس ارو CDs و DVDs موثر ذرائع ہیں جن کو بروئے کا ر لا کر قرآن فہمی تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان اور بیرون پا کستان ہزاروں لوگوں نے قرآن سے استفادہ کیا۔ اس کی بڑی مثال مقبوضہ کشمیر میں سری نگر میں انہی کیسٹوں کے ذریعے سے مجاہدین کو (Passive Resistance) کا فلسفہ متعارف کروایا گیا۔ جس سے کشمیری مسلمان ایک انقلاب کی طر ف راغب ہوئے ہیں۔

دعوتی کتابچوں کی تقسیم: ڈاکٹر اسرار صاحب نے اپنی فکر کو عام کرنے اور اس کی تشہیر کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ دینی دعوتی کتب کی مفت تقسیم بھی اس سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ جن میں چند کتابچے روزہ اور قرآن حج اور عید الاضحیٰ اور ان کی اصل روح قرآن کے آئینے میں۔ انقلاب نبوی ؐ کا منہاج، اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام، مسلمانوں پر قرآن مجید کے اصل حقوق، دعوت الی اللہ، روحِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں۔ جو ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیے گئے۔۱۶

خطوط بنام سربراہان مملکت:

ڈاکٹر صاحب درس و تدریس، خطبات، تقاریر اور تصنیف و تالیف کے ذریعے اپنا پیغام ہر خاص و عام کو پہنچانے کے ساتھ ساتھ آپ ہر دور میں بالخصوص ارباب اختیار کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس بھی دلاتے رہے۔ کبھی انہیں مجمع عام میں مخاطب کیا اور کبھی انہیں خطوط ارسال کر کے۔ چنانچہ آپ نے صدر ضیاء الحق، صدر رفیق تارڑ، صدر پرویز مشرف اور وزیر اعظم نواز شریف اور ان کے خاندان کو وقتاً فوقتاً ان کے فرائض سے آگاہ کیا، جن باتوں کو آپ نے انہیں تاکید کی ان میں خاص طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا، سود کا فی الفور خاتمہ اور قرآن و سنت کو پاکستان کا سپریم لاء قرار دینا، فیملی لاز کی اصلاح،دستور میں ضروری ترامیم کروانا ان کا موضوع رہا۔۱۷

اشاعتی اداروں کا قیام:

دارلا شاعت اسلامیہ لاہور

دعوت رجوع الی القرآن اور تحریک تعلیم وتعلم القرآن کے دور اول کا اہم سنگ میل دارالاشاعت اسلامیہ کا قیام تھا۔ یہ ادارہ ۱۹۶۶ء میں قائم ہوا جو کہ ڈاکٹر صاحب کا خالص نجی ادارہ تھا۔ جس کے قیام کا مقصد علوم القرآنی کی عمومی نشرو اشاعت تھا علاوہ ازیں آپ کے پیش نظر اس ادارے کے قیام کے یہ مقاصد تھے۔

۱۔ عوام کی توجہات قرآن کریم کی جانب منعطف ہوں۔ ذہنوں پر اس کی عظمت و

نقش قائم ہو۔ دلوں پر اس کی محبت جاگزیں ہو اور اس کی جانب ایک عام التفات پیدا ہو جائے۔

۲۔ بہت سے ذہین اور اعلیٰ صلاحیت رکھنے والے جوان بھی اس سے متعارف ہوں اور انہی میں سے کچھ تعداد ایسے نوجوانوں کی نکل آئے جو اس کی قدر و قیمت سے اس درجہ آگاہ ہو جائیں کہ پوری زندگی اس کی علم و حکمت وتحصیل اور نشرواشاعت کے لئے وقف کردیں تاکہ ایک عظیم الشان اکیڈمی کے قیام کی راہ ہموار ہوسکے۔۱۸

چنانچہ آپ نے ان مقاصد کے پیش نظر دارالاشاعت اسلامیہ سے مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر تدبر القرآن کی پہلی دو جلدیں اور مولانا کی ہی معرکۃ الاراء تصانیف دعوت دین اور اس کا طریقہ کار مبادی تدبرالقرآن، قرآن اور پردہ، اقامت دین کے لئے انبیاء کرام کا طریق کار شائع کیں نیز ماہانہ میثاق جو پہلے امین احسن اصلاحی کی زیر صدارت شائع ہوتا تھا، وہ ڈاکٹر صاحب کی زیر ادارت اگست 1999ء میں دوبارہ دارالاشاعت سے شائع ہونا شروع ہوا۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی تصانیف کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی چار تصانیف اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام، مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق اور دعوت الی اللہ اور مستقبل کی اعلیٰ سطح کی اسلامی علمی تحریک کے شعبہ تحقیق کی اساسی راہنمائی کے لیے ڈاکٹر رفیع الدین کی تالیف اسلامی تحقیق کا مفہوم مدعا اور طریق کار؛ ہمارے تحقیق اسلامی کے اداروں کے سامنے کرنے کا اصل کام شائع کیں۔ ان تصانیف میں سے دو اوّل الذکر تصانیف کو بلا شبہ اس دعوت وتحریک کے سنگ بنیاد کی حیثیت حاصل ہے۔۱۸

اس طرح دار الاشاعت اسلامیہ کے تحت علوم قرآنی کی عمومی نشرواشاعت کی سعی کی گئی اور اس کے ساتھ ہی قرآن اکیڈمی کے قیام کی اہمیت لوگوں پر واضح کرنے کے لئے سلسلہ اشاعت قرآن اکیڈمی کے عنوان سے کئی کتابچے شائع کئے گئے۔ الغرض قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے پر تشہیر اور قرآن اکیڈمی کے تصوراتی خاکہ کو عملی شکل دینے کے لئے ڈاکٹر اسرار احمد نے ۱۹۷۲ء ہی میں مرکز ی انجمن خدام القرآن لاہور کے نام سے ایک باقاعدہ ادارے کے قیام کا فیصلہ کر لیا۔۱۹

۱۹۷۲ء میں جیسے ہی مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور قائم ہوئی اور دارالاشاعت کی طباعت و اشاعت کا سارا سلسلہ انجمن کے حوالے کر دیا گیا۔۲۰

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور:

پس منظر: جب بھی اُمت مسلمہ میں وسیع پیانے پر کوئی بگاڑ، فتنے یا خرابی کا ظہور ہوا تو اللہ تعالیٰ اپنی سُنت کے مطابق اصلاح تجدید کے لیے مجدد بھیجتا رہا جو دین میں بگاڑ کی اصلاح اور از سر نو اس کی تجدید کرتے رہے۔ ایک ہزار سال کی اُمت محمدی کی تاریخ میں مجدد دین عرب اور اس کے متصل علاقوں میں پیدا ہوتے رہے لیکن گیارہویں صدی ہجری میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سر ہندی (۱۵۶۴ء-۱۶۲۴ء) (جنھوں نے بادشاہ اکبر (۱۵۴۲ء-۱۶۰۵ء) کے دین الٰہی کے خلاف جہاد کیا) اور بعد میں آنے والے مجددین و مصلحین کا تعلق زیادہ تر ہندوستان سے رہا۔۲۱

سید ابو الحسن علی ندوی کا یہ کہنا کتنا بجا ہے

حقیقت یہ کہ اگر ہندوستان میں اللہ تعالیٰ دو شخصیتوں کو پیدا نہ کرتا اور ان سے اپنے دین کی دستگیری نہ فرماتا تو تیرہویں صدی تک اسلام ہندوستان سے بالکل فنا ہو جاتا یا اتنا بگڑ جاتا جتنا ہندو مذہب۔ یہ دو بزرگ ہندوستان کے مسلمانوں کے جلیل القدر محسن اور اسلام کے عظیم پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سر ہندی اور شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہیں۔۲۲

تیرہویں صدی عیسوی میں ایک ایسی تحریک اُبھری جس نے خالص نبوی طریق پر احیائے دین کے لیے تحریک جہاد برپا کی۔ یہ وہ وقت تھا جب ایک طرف مسلمانوں کی ہندوستان میں سیاسی طاقت فنا ہو رہی تھی اور دوسری طرف ان میں مشرکانہ رسوم و بدعات ترویج پا رہی تھیں۔ چودہویں صدی ہجری اس حوالے سے بڑی زرخیز تھی کہ اس صدر میں مختلف ارباب ہمت و عزیمت پیدا ہوئے جنہوں نے تجدید و اصلاح دین کا کام انتہائی جانفشانی سے کیا۔

اس صدی کے دوران چونکہ عالم اسلام میں مغربی سامراج کے باعث تعلیم و تربیت

کے دو مستقل دھارے جدا جدا بہہ نکلے تھے، لہٰذا ان دونوں نے اپنا اپنا حق علیحدہ علیحدہ ادا کیا۔ چنانچہ دینی تعلیم و تربیت کے قدیم نظام سے فیض یاب ہونے والوں میں سے حضرت مولانا محمود حسن ایسی عظیم اور جامع شخصیت بھی یہیں پیدا ہوئی اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے جدید نظام تعلیم سے مستفید ہونے والوں میں علامہ اقبال جیسا نابغہ وقت اور رومی ثانی بھی اسی خاک سے اُٹھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ علماء کے حلقے سے ایک عظیم حرکت تبلیغ کے عنوان سے اسی خاک ہند سے اُٹھی جس نے اس وقت پورے عالم اسلام ہی نہیں بہت سیدیارِ کفر کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور دوسری جانب زیادہ تر تعلیم یافتہ نوجوانوں کے حلقے سے قوت پا کر اُبھری ایک دوسری عظیم تحریک (تحریک جماعت اسلامی) جس نے پورے عالم اسلام پر اثر ڈالا، یہاں تک کہ عالم عرب کی عظیم تحریک الاخوان المسلمون کو بھی فکری غذا فراہم کی اور اس وقت اس تحریک کے زیر اثر متحرک اور فعال لوگوں کی ایک کثیر تعداد پورے عالم ارضی میں پھیلی ہوئی ہے۔

اس تحریک کا نصب العین حکومت الٰہیہ یا اسلامی نظام زندگی کا قیام تھا۔تقسیم ہند سے پہلے اس تحریک (جماعت اسلامی) کا اس بات پر بہت زور تھا کہ وہ دین کی ہمہ گیر دعوت کی علم بردار ایک عالم گیرتحریک ہے اورکسی سیاسی مصلحت یا عارضی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر حکمت عملی ترتیب دینے کے حق میں نہیں۔لیکن جب قیام پاکستان کے بعد جماعت اسلامی نے الیکشن کی سیاست میں حصہ لینے کی پالیسی اختیار کی تو اس سے اختلاف کرتے ہوئے ۱۹۵۷ء میں کئی نامور لوگ ۲۲ جماعت اسلامی سے الگ ہو گئے جن میں ڈاکٹر اسرار بھی شامل تھے۔ ان کے نزدیک صرف اور صرف اقامت و غلبہ دین کے لیے قائم کی جانے والی جماعت اسلامی کا انتخابی سیاست میں شریک ہو جانا ایک المیہ تھا۔ چنانچہ آپ نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے تنہا غلبہ و اقامت دین کے لیے کاوشیں شروع کر دیں۔

چنانچہ ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے جسم و جان کی تمام توانائیاں بالکل یکسو کر کے قرآن کی انقلابی دعوت کی نشر و اشاعت پر مرکوز کر دیں جن کے نتیجہ میں اولاً ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کا قیام عمل میں آیا۔ دوسرے عمومی دعوت و تبلیغ کے ادارہ (یعنی

تنظیم اسلامی) کے قیام کے لیے ۲۱ جولائی ۱۹۷۴ء کی شام کو اکیس روزہ قرآنی تربیت گاہ کے اختتام پر ڈاکٹر صاحب نے اپنے فیصلے کا اعلان کر دیا۔ آئندہ معاملہ صرف قرآن کے درس وتدریس اور تعلیم و تعلم تک محدود نہیں رہے گا اور ایک انجمن پر اکتفا نہیں ہو گا بلکہ اقامت دین کے اجتماعی جدو جہد کے لیے ایک با ضابطہ جماعت کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔۲۳

مرکزی انجمن خدام القرآن کا قیام:

مارچ ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن کا قیام عمل میں اور آیا اور نومبر ۱۹۷۲ء میں اس نے باقاعدہ رجسٹرڈ ادارے کی حیثیت حاصل کر لی۔۲۴

ڈاکٹر صاحب نے انجمن خدام القرآن لاہور کو باقاعدہ قواعد و ضوابط کا پابند کیا۔ لہٰذا اس ادارے کے قیام کے وقت مخصوص اغراض و مقاصدمد نظر رکھے گئے اور ایک منظّم تنظیمی ڈھانچہ اس ادارے کے تحت قائم ہونے والے شعبہ جات کو بہتر انداز میں چلا رہا ہے۔ مرکزی انجمن خدام القرآن نے رجوع الی القرآن کو بڑھانے اورتحریک خلافت پاکستان کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

انجمن کے مقاصد:

۱۔ عربی زبان کی ترقی اورتعلیم
۲۔ قرآن مجید کے مطالعہ کی عام ترغیب وتشویق
۳۔ علوم قرآن کی عمومی نشرو اشاعت
۵۔ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جوتعلیم وتعلم قرآن کو مقصد زندگی بنا لیں۔
۶۔ ایک قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

انجمن کے اراکین:

انجمن کے بانی اراکین بیس تھے جبکہ بعد میں انجمن کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا ۲۰۱۲ء-۲۰۱۳ء میں شائع کردہ رپورٹ کے مطابق اس سے وابستہ۴۹۶ ارکان میں سے ۲۲۳ مستقل ممبران اور ۳۱۳ اور مشترکہ ارکان تھے.ان اراکین میں اقدار احمد، بیگم اللہ بخش، ڈاکٹر ایس آئی سرور، خادم حسین، ظفر احمد خان، ڈاکٹر ظفر احمد، ڈاکٹر عبداللطیف خان بلگرامی، عبداللطیف خان، ڈاکٹر عبدالمجید، فیض رسول، قمر سعید قریشی، میاں محمد رشید، محمد عقیل، شیخ محمد یاسین، ڈاکٹر محمد یعقوب، مقصود احمد اختر، میاں منور الحق، نصیر احمد ورک، ڈاکٹر نور الٰہی اور وقار احمد قریشی وغیرہ شامل تھے۔۲۵

انجمن کے شعبہ جات:

مرکزی انجمن خدام القرآن باقاعدہ ایک ادارہ ہے اور یہ مختلف شعبہ جات کے تحت کام کر رہا ہے جو درج ذیل ہیں :

۱۔ اکیڈمک ونگ (شعبہ مطبوعات، شعبہ تحقیق اسلامی، شعبہ تدریس، شعبہ انگریزی برائے طباعت)

۲۔ متفرق شعبہ جات (مکتبہ خدام القرآن، شعبہ خط و کتابت کورسز، شعبہ سمع و بصر، شعبہ خواتین، شعبہ ایڈمن، اکاونٹس اور کیش سیکشن)

مرکزی انجمن خدام القرآن اور دینی علوم:

قرآن اکیڈمی

قرآن اکیڈمی کا قیام ۱۳ جنوری ۱۹۷۶ء کوعمل میں آیا جس کے قیام کے مقاصد میں علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کا بندو بست کرنا اور ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا تھا جو بیک وقت علوم جدید سے بھی بہرہ مند ہوں اور قرآن کے علم و حکمت سے براہ راست آگاہ ہوں، چنانچہ ان مقاصد کے پیش نظر قرآن اکیڈمی کے تحت بہت سے تعلیمی پروگرام شروع کیے گئے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ دار الا قامہ کا قیام: کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کو رہائش کی سہولت، عربی زبان کی تحصیل اورتدریسی تربیتی پروگرامات کا اہتمام کرانا۔

۲۔ معہد ثانوی: ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۰ء مڈل پاس طلبہ کو سیکنڈری کلاسز میں داخلے کی سہولت مہیا کی گئی

۳۔ ایوننگ عربی کلاس: کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ کو قرآن کی طرف توجہ مبذول کروانے کے لیے گرمائی تعطیلات میں عربی کورسز کا اجرا کیا گیا۔

۴۔ دو سالہ تعلیمی کورس: ۱۹۸۴ء میں گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن طلبہ کے لیے عربی قواعد کا دو سالہ کورس جاری کیا گیا ۔

۵۔ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس: انٹر میڈیٹ کے طلبہ کے لیے عربی صرف و نحو کے ایک سالہ کورس کا اجراء کیا گیا تا کہ وہ فہم قرآن میں مدد حاصل کرسکیں۔

۶۔ تفہیم دین کورس کی ایوننگ کلاس: تفہیم دین کے لیے ابتدائی عربی گرامر، تجوید، ترجمۃ القرآن اور مطالعہ حدیث کی تدریس کی جاتی ہے۔

۷۔ ترجمہ قرآن سمر کیمپس: عربی گرامر سے واقف افراد کے لیے گرمیوں کی تعطیلات کے دوران قرآن فہمی کے حوالے سے ایک نیا پروگرام ۲۰۰۷ء سے شروع کیا گیا۔

۸۔ خواتین کا دینی و تربیتی کورس: طالبات و خواتین کے لیے ہر سال گرمائی تعطیلات میں عربی گرامر، مطالعہ قرآن حکیم، مطالعہ حدیث، ارکان اسلام اور دینی موضوعات پر دینی لیکچرز منعقد کیے جاتے ہیں۔

۹۔ ترجمہ قرآن اور تجوید کی کلاس: قرآن اکیڈمی کی قرآن، عربی گرامر، تجوید، اور منتخب نصاب کی دینی تعلیم کی کلاسز ہفتہ میں دو دن بعد نماز عصر منعقد کی جاتی ہیں۔۲۶

مرکزی انجمن خدام القرآن اور دینی وعصری علوم:

مرکزی انجمن خدام القرآن کے تحت قرآن اکیڈمی میں جہاں خالصتاً دینی علوم کی تحصیل جاری ہے وہیں انجمن نے دینی وعصری علوم کے فروغ کے لیے بھی عملی اقدامات کیے جو درج ذیل ہیں۔

قرآن کالج کا قیام

مرکزی انجمن خدام القرآن نے دُنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ سے روشناس کروانے کے لیے ۱۹۸۷ء میں قرآن کالج کا منصوبہ تیار کیا۔ جس میں ایف اے پاس طلبہ کو تین سال کی مدت میں بی اے کروانے کی سکیم کا اجراء کیا گیا جس میں ایک سال بنیادی ضروری تعلیم کے لیے وقف تھا۔ ۱۹۸۹ء میں عمارت کی تکمیل کے بعد قرآن کالج میں ایف۔ اے کی کلاسز کا اجراء بھی کر دیا گیا۔ وقت کے تقاضوں کے پیش نظر ۱۹۹۷ء میں آئی کام اور ۱۹۹۸ء سے آئی سی ایس کلاسز کا اجراء ہوا۔ جب کہ بی اے کے طلبہ پنجاب یونیورسٹی کے فراہم کردہ نصاب کے مطابق بی اے کے امتحانات میں بطور پرائیویٹ اُمیدوار شامل ہوتے۔۲۷

کلیۃ القرآن کا قیام

انجمن نے قرآن کالج ختم کرنے کے بعد اس کی عمارت میں کلیۃ القرآن کے نام سے ایک نیا تعلیمی منصوبہ جولائی ۲۰۰۸ء سے شروع کیا، جس کا الحاق وفاق المدارس سے ہے۔ جس میں مکمل آٹھ سالہ کورس درس نظامی مع تخصص فی القرآن کروایا جارہا ہے۔

ذیلی انجمن کا قیام

انجمن خدام القرآن کی ذیلی انجمنیں پورے ملک میں قائم کی گئیں۔ ۱۹۸۶ء میں کراچی، ۱۹۸۹ء میں کوئٹہ اور ملتان، ۱۹۹۰ء میں فیصل آباد، ۱۹۹۳ء میں پشاور اور ۱۹۹۸ء میں جھنگ میں انجمن کی ذیلی تنظیمیں قائم کی گئیں۔ جن کے تحت ہفت وار ترجمہ القرآن، فہم قرآن، عربی گرامر کی کلاسز، خواتین کے لیے تربیتی سرگرمیاں، سمر کیمپس میں لیکچرز کے انعقاد کے ساتھ ساتھ انجمن کے زیر اہتمام پورے ملک میں قرآنی مطالعاتی حلقوں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

تنظیم اسلامی کا قیام:

۲۷ اور ۲۸مارچ ۱۹۷۵ء کو مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور میں تاسیسی اجلاس ہوا جس میں ایک سو تین (۱۰۳) افراد نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں ۱۹۶۷ء کی قرار داد کی

یاد دہانی بھی اور اس کے ساتھ تنظیم کے نام، شرائط شمولیت، ہیت تنظیم اور قواعد و ضوابط کا مرحلہ طے پایا۔۲۸ یوں مارچ ۱۹۷۵ء میں تنظیم اسلامی کا باقاعدہ طور پر قیام عمل میں آیا۔

تنظیم اسلامی کا نصب العین :

تنظیم اسلامی کا نصب العین دستور تنظیم اسلامی میں واضح ہے۔

تنظیم اسلامی نہ معروف معنی میں سیاسی جماعت ہے، نہ مذہبی فرقہ بلکہ ایک اُصولی اسلامی انقلابی جماعت ہے جو پاکستان اور بالآخر کل روئیزمین پر اللہ کے دین کے غلبے یعنی اسلام کے نظا م عدل اجتماعی کے قیام مالفاظ دیگر اسلامی انقلاب اور اس کے نیتجے میں نظام خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کے لیے کوشاں ہے۔ انفرادی سطح پر اس کے جملہ شرکاء کا اصل نصب العین صرف رضائے الٰہی اور نجات اخروی کا حصول ہے۔۲۹

حلقہ خواتین تنظیم اسلامی:

ڈاکٹر اسرار احمد کی فکر کے مطابق شہادت علی الناس اور اقامت دین میں مردوں کی معاونت اور آئندہ نسل کی صحیح تربیت کے پیش نظر جنوری ۱۹۸۳ء میں تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کا قیام عمل میں آیا۔ اس موقع پر ۹ خواتین نے امیر جماعت ڈاکٹر اسرار احمد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حلقہ خواتین کی ناظمہ امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد کی اہلیہ طاہرہ بیگم ہیں۔

اصلاحی تحریک:

تنظیم اسلامی کی طرف سے شادی بیاہ، ولادت اور وفات کے مواقع پر غیر اسلامی رسم و رواج، عریانی، فحاشی، بے حیائی اور سود کے خلاف اصلاحی تحریک کی ابتداء کی گئی۔ اور ان کے خلاف پر امن اور خاموش احتجاجی مظاہروں کا فیصلہ کیا گیا۔ ۲۱ جون۱۹۸۹ء کو روزنامہ جنگ اور نوائے وقت کے دفاتر کے سامنے اور ۱۶/اگست ۱۹۸۹ء کو لاہور پی ٹی وی کے دفاتر کے سامنے احتجاجی مظاہرے کیے گئے جن میں فحاشی، عریانی، سود اور منکرات سے بچنے کا احساس دلایا گیا۔ ان احتجاجی مظاہروں کا دائرہ کار پاکستان کے دوسرے شہروں تک وسیع کر دیا گیا۔

دعوت اسلامی کی وسعت:

دعوت کے حوالے سے پاکستان میں تنظیم اسلامی کی تقسیم کچھ یوں ہے کہ ۲۰۰۸ء میں تنظیم اسلامی پاکستان دو زونز اور بارہ (۱۲) حلقہ جات پر مشتمل تھی لیکن بعد میں اس کو تین (۳) زونز اور سترہ (۱۷) حلقہ جات میں تقسیم کر دیا گیا۔ حلقہ جات میں مقامی تناظیم کی تعداد 83 اور اُسرہ جات کی تعداد422 ہے۔۳۰ بیرون ملک تنظیم اسلامی آسٹریلیا، امریکہ، انگلینڈ، سعودی عرب، کینیڈا، ناروے اور متحدہ عرب امارات کے علاوہ دُنیا کے دیگر ممالک میں کسی نہ کسی پیمانے پر مصروف عمل ہے۔۳۱

علاقائی زبانوں میں دورہ ترجمہ القرآن:

تنظیم اسلامی نے عام لوگوں کے لیے علاقائی زبانوں میں ڈی ٹی آئی پروگرامات کو منظّم کیا تا کہ قرآن کی تدریس آسانی سے سمجھ آسکے۔ یہ پروگرام ۲۰۰۸ء میں رمضان المبارک کے دوران میں ہوا۔ پنجابی زبان میں رحمت اللہ بٹر(پ۱۹۴۴ء)نے لاہور اور ڈاکٹر عبد السمیع نے فیصل آباد میں فہم قرآن کے لیے سی ڈیز تیا رکیں۔ جب کہ سندھی زبان میں شفیع محمد لاکھونے ۲۰۰۹ء میں حیدر آباد، سرائیکی میں ڈاکٹر طاہر خاکوانی نے ۲۰۱۰ء میں ملتان، پشتو میں حضرت محسن نبی پہاڑی میں آزاد کشمیر کے طاہر سلیم مغل نے ۲۰۱۵ء میں علاقائی زبانوں میں فہم قرآن کی بیانات ریکارڈ کروائے۔

تحریک خلافت پاکستان:

اقامت دین کی جدو جہد کی غرض سے عوام کو نظام خلافت کے خدو خال اور اس کی برکات سے روشناس کرنے کے لیے ایک تحریک کے قیام کا فیصلہ کیا جسے تحریک خلافت پاکستان کا نام دیا گیا۔ ۱۳/اکتوبر ۱۹۹۱ء کو تحریک خلافت پاکستان کا قیام عمل میں آیا۳۲ اس کے بعد ڈاکٹر اسرار احمد نے تحریک خلافت کے پلیٹ فارم سے ملک کے مختلف شہروں میں پروگرامز منعقد کیے اور عوام کو اس تحریک میں شمولیت کی دعوت دی۔

تحریک خلافت پاکستان کی خدمات:

ڈاکٹر اسرار احمد نے نظام خلافت کے اجتماعی ڈھانچے اور اس کی برکات کو عام کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے۔

۱۔ خلافت کی برکات سے عوام کو آگاہ کرنے کے لیے جلسہ عام اور کارنر میٹنگز کا انعقاد

۲۔ نظام خلافت کے اجتماعی اور درپیش مسائل کو علمی انداز میں تعلیم یافتہ طبقے تک پہنچانے کے لیے خطبات خلافت کا انعقاد

۳۔ ۲۸ جنوری ۲۰۰۱ء میں تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں ایک انٹرنیشنل خلافت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ملکی اور غیر ملکی بہت سے علماء نے شرکت کی۔ جس میں خلافت کے موضوع پر مقررین نے گفتگو کی۔

تحریک پاکستان کے زیر اہتمام مختلف موضوعات پر انتہائی اہم سیمینارز منعقد کروائے گئے۔

ڈاکٹر صاحب نے اگست ۱۹۹۴ء میں حزب التحریر کے تحت عالمی خلافت کانفرنس لندن میں منہج انقلاب نبوی کے موضوع پر انگریزی میں خطاب کیا۔ پھر ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء میں امریکہ جاکر انگریزی میں دورہ ترجمہ قرآن ریکارڈ کرایا۔ ۱۹۹۷ء میں مسلم لیگ کو عام انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل ہوئی اور اُسے اسمبلی میں دو تہائی اکثریت حاصل ہوگئی۔ اب ڈاکٹر صاحب نے نواز شریف سے کئی ملاقاتیں کیں اور اُسے دستور پاکستان میں شامل کرنے کے لیے ایسی ترامیم مرتب کر کے دیں جن سے وطن عزیز میں اسلامی قوانین کا نفاذ ممکن ہو سکے۔ رفقاء تنظیم اسلامی نے بھی اس حوالے سے بھر پور مہم چلائی اور لاکھوں کی تعداد میں مجوزہ ترامیم کا خاکہ حکومت کو بذریعہ ڈاک بھیجا۔ بدقسمتی سے مسلم لیگ کی حکومت نے دستور پاکستان کو اسلامی بنانے اور اُس میں سے منافقانہ شقیں خارج کرنے کا بہترین موقع گنوادیا۔ ۱۹۹۸ء میں ڈاکٹر صاحب نے کراچی میں دورہ ترجمہ قرآن کیا جس کی ویڈیو ریکارڈ نگ جدید Digital کیمروں کے ذریعہ کی گئی۔ یہ ریکارڈنگ QTVاورکئی دیگر ٹی وی چینلز پر نشر ہوئی اور ۱۲۶ممالک میں لاکھوں مسلموں اور غیر مسلموں تک قرآن کا پیغام پہنچا۔

۱۹۹۸ء میں ڈاکٹر صاحب کے دونوں گھٹنوں کا آپریشن ہوا۔ اسی سال آپ نے دینی جماعتوں کو متحد کرنے کے لیے ایک اور کوشش کی اور متحدہ اسلامی انقلابی محاذ قائم کیا جس کا مطالبہ یہ تھا کہ دستور پاکستان میں شریعت کی بالا دستی کو تسلیم کیا جائے۔ کسی بڑی جماعت نے اس محاذ میں شمولیت اختیار نہیں کی اور یہ کوشش بھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہوئی۔ اس محاذ کے تحت ڈاکٹر صاحب نے کئی بڑے شہروں میں منہج انقلاب نبوی کے عنوان سے پروگرام کیے اور جید علما ء کو موضوع پر اظہار خیال کے لیے جمع کیا۔

۲۰۰۲ء میں ڈاکٹر صاحب نے بڑھاپے کے باعث لاحق ہونے والے گونا گوں عوارض اور بعض دیگر عوامل کی وجہ سے تنظیم کی امارات سے سبک دوش ہونے کا فیصلہ کیا اور امارت کی ذمہ داری اپنے بیٹے حافظ عاکف سعید کو منتقل کر دی۔ مرکزی شوریٰ کے جس اجلاس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے فیصلے کا علان کیا اُسی اجلاس میں سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے خود حافظ عاکف سعید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔

علمی فکری اور تبلیغی کاوشیں:

تنظیم اسلامی کی امارت سے سبکدوش ہونے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اپنی ساری توجہ کو علمی،فکری اور تبلیغی امور کی طرف مرکوز کر دیا۔ روزنامہ نوائے وقت اور جنگ میں کالم تحریر کرتے رہے ۔اہم ملکی اداروں میں لیکچرز دیتے رہے اور ملک کے طول و عرض میں دروس قرآن اور مختلف موضوعات پر خطابات ارشاد فرماتے رہے۔ جب بھی کہیں سے بیان کی دعوت آئی ڈاکٹر صاحب نے نہ فاصلوں کی صعوبتوں کو دیکھا نہ راستوں کی دشوار گزاری کو رکاوٹ سمجھا، نہ اپنی بیماری اور معذوری کی پروا کی اور نہ ہی اپنی پیرانہ سالی کی کمزوریوں کو عذر بنایا۔ ڈاکٹر صاحب نے ہر ایسی دعوت پر لبیک کہا اور جا کر اللہ کا پیغام پورے جذبہ کے ساتھ پہنچانے کی بھر پور کوشش کی۔

۲۰۰۲ء ڈاکٹر صاحب نے مایہ ناز اسکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک کی دعوت پر بھارت کا دورہ کیا۔وہاں بڑے بڑے عوامی اجتماعات سے کئی کئی گھنٹے خطاب کیا اور اسٹوڈیو میں کئی لیکچر ز ریکارڈ کرائے۔ Peace ٹی وی چینل پر خطابات اور لیکچرز نشر ہو رہے ہیں۔اس کے

علاوہ بھی بھارت کے کئی اور شہروں میں بھی خطابات و دروس کی سعادت حاصل کی۔ ۲۰۰۹ء میں جنوبی افریقہ کا دورہ کیا اور وہاں بھی کئی مقامات پر خطابات ارشاد فرمائے۔۳۳

۴تا ۹ اپریل ۲۰۱۰ء تنظیم اسلامی کے ذمہ داران کا ایک تربیتی کورس قرآن اکیڈمی فیصل آبادمیں منعقدہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کورس کے مجوزہ نصاب کو بہت پسند کیا اور خود بھی اس کورس میں ہمہ وقت شرکت کرنے اور چند اہم مضامین پڑھانے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے ۴ اور ۵ اپریل کو دور دو گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل پروگرام کیے۔ ۵ اپریل کی شام کوایک پروگرام کے لیے بھی پوری تیاری سے تشریف لائے لیکن بجلی کے نظام کی خرابی کی وجہ سے یہ پروگرام نہ ہو سکا۔

۱۰ اپریل ۲۰۱۰ء کو فیصل آباد ہی میں تنظیم کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس تھا۔ ڈاکٹر صاحب باوجود بیماری اور نقاہت کے اس اجلاس میں شرکت کے لیے لاہور سے تشریف لائے۔ فرمایا کہ شاید آخری بار آپ سے ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ یہ پیغام دینے کے لیے آیا ہوں کہ اس ظالمانہ نظام کے خلاف اپنے جذبات کو سرد نہ ہونے دینا اور دین حق کی سربلندی کے لیے اپنی جدو جہد کو تیزسے تیز کرنا یعنی ساتھیوں! مشعلوں کو تیز کرو۔ حالات بڑی تیزی سے تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ دین ملت اور ملک کے خیر خوااہوں کو چاہیے کہ اپنے زیادہ سے وسائل اوقات اور توانائیاں حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے وقف کردیں۔ ۱۳/ اپریل ۲۰۱۰ء کو رات اڑھائی بجے ڈاکٹر اسرار احمد خالق حقیقی سے جا ملے۔۳۴

نتیجہ:

ڈاکٹر اسرار احمد ایک شخصیت ہی نہیں پوری تحریک تھے۔ اپنے زمانہ طالبعلمی میں احیائے اسلام کے لیےعملی جدوجہد کی امنگ ان کے سینے میں پرورش پانے لگی۔ تعلیماتِ قرآنی کے فروغ کے لیے آپ نے رجوع الی القرآن کے مشن کوتحریک کی صورت میں آگے بڑھایا اور اس کی خاطر آپ نے باقاعدہ دروس قرآن شروع کر دیے۔ حلقہ احباب وسیع ہوتا گیا جو آگے چل کر انجمن خدام القرآن ۱۹۷۲ء، تنظیم اسلامی ۱۹۷۵ء، تحریک خلافت ۱۹۹۱ء کی شکل میں نمودار ہوئے۔

ڈاکٹر صاحب کا شمار اس دور کے ان نامور اہلِ فکر میں ہوتا ہے جنہوں نے امتِ مسلمہ کو درپیش صورتحال، اس کے اسباب و عوامل اور اصلاحِ احوال کی حکمتِ عملی پر پوری آزادی، گہرائی اور Originality کے ساتھ غور و فکر کیا اور ان کے غور و فکر نے جن نتائج پر پہنچایا انھوں نے قدیم روایتی اور غیرروایتی طبقہ کی پسند یا نا پسند کا لحاظ کیے بغیر بلاخوف لومۃ لائم پوری جرأت کے ساتھ ان کا اظہار کیا۔

تنظیم اسلامی مرکزی انجمن خدام القرآن اور تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے شخصی بیعت کی بنیاد پر غلبہ اسلام کے لیے تنظیم اسلامی کا قیام عمل میں لایا۔انجمن خدام القرآن ڈاکٹر صاحب کے علمی اورفکری مواد کی اشاعت کا کردار ادا کر رہی ہے جبکہ تنظیم اسلامی کے ذریعے سے ڈاکٹر صاحب نے سیاسی فکر کا آغاز کیا جس کا مطلب خلافت کا قیام پہلے پاکستان میں اور پھر پوری دنیا میں ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی تحریک کا آغاز دروسِ قرآن سے شروع کیا اور پھر دورہ ترجمہ قرآن جو پورے رمضان مبارک میں پاکستان اور دیگر ممالک میں ذوق و شوق سے سنا جاتا ہے کی بنیاد رکھی۔ ان سے متاثر ہو کر دیگر مکاتبِ فکر نے بھی ان کی اس روش کو اپنایا۔ اسی طرح ان کے سماجی اصلاحی کاموں سے بھی رہنمائی لی گئی اور پاکستان میں شادی بیاہ کی رسومات کی حوصلہ شکنی کی گئی۔

ڈاکٹر صاحب نے تنظیم اسلامی کا حلقہ خواتین بھی قائم کیا۔خواتین کی تنظیم کے قیام سے پاکستان اور بیرونِ پاکستان خواتین میں قرآن فہمی کی تحریک کو فروغ حاصل ہوا۔ خواتین مختلف کورسز میں شمولیت اختیار کر کے سماجی اصلاحی کاموں میں اپنا اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے پاکستان میں اسلام کے غلبے کے لیے الیکشن کی سیاست کو ترک کر کے انقلابی جدوجہد کے نظریے کی بنیاد رکھی۔ اس سے عوام میں ایک بیداری پیدا ہوئی اور ہو رہی ہے۔ سیاسی جماعتوں نے دھرنا سیاست کو اپنایا اور اسے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی پاکستان میں سماجی اور مذہبی برائیوں کے خلاف جد وجہد بالخصوص سود، بے حیائی، فحاشی اور توہینِ رسالت کے خلاف تحریک نے اہم کردار ادا کیا۔عوام کی

بیداری کے لیے پرامن مظاہرے اور اصلاحی کام قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح قرآن فہمی کے لیے ڈاکٹر اسرار صاحب نے جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ حاصل کر کے پاکستان کے پڑھے لکھے لوگوں میں شعور پیدا کیا جسکی بدولت لوگ قرآن فہمی کے لیے اپنی عملی زندگی میں جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں جو ان کی مذہبی و سماجی خدمات کا ثمرہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اسرار احمد، *قافلہ تنظیم منزل بہ منزل*،(لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن، ۱۹۸۸)، ص ۳۱۔

۲ ۔ اسرار احمد، *تعارف تنظیم اسلامی*، (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن، س ۔ن)، ص ۱۷۔

۳ ۔ *ایضاً*، ص ۲۰۔

۴ ۔ اسرار احمد، *دعوت رجوع الی القرآن*، (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن، س۔ ن)، ص ۱۱۴۔

۵ ۔ جیمز ہیسٹنگ، اے جان، *انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھیکس*، (امریکہ: کیسنگر پبلشنگ، ۲۰۰۳)، ص۵۷۔

۶ ۔ اسرار احمد، *دعوت رجوع الی القرآن*، ص ۱۱۵۔

۷۔ اسرار احمد، *تنظیم اسلامی کا منظر و پس منظر*، (لاہور:مکتبہ انجمن خدام القرآن، س۔ ن) ص ص ۱۱۶۔۱۱۷۔۱۱۹۔

۸ ۔ اسرار احمد، *دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر*، (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن،(س۔ن)، ص ۱۷۱۔

۹۔ *ایضاً*، ص ۲۴۵۔

۱۰۔ *ایضاً*، ص ص ۲۱۵-۲۱۶۔

۱۱۔ رافعۃ الجبین، *ڈاکٹر اسرار احمد: شخصیت اور دینی خدمات*،لاہور: مکتبہ خدام القرآن، س۔ن)، ص ۷۔

۱۲۔ *ایضاً*، ص ۸۔

۱۳ ۔ *ایضاً*،ص ۱۰۔

۱۴ ۔ ماہانہ میثاق، لاہور، جلد ۳۴، شمارہ ۹، ستمبر۱۹۸۵، ص ۶۰۔

۱۵۔ اسرار احمد، *رجوع الی القرآن*، ص ۲۴۱۔

۱۶۔ رافعۃ الجبین، *ڈاکٹر اسرار احمد: شخصیت اور دینی خدمات*، ص ۱۱۲۔

۱۷۔ *ایضاً*، ص ۱۱۴۔

۱۸۔ ماہانہ میثاق، لاہور، جلد ۵۳، شمارہ ۸، اگست۲۰۱۷، ص،۴۹

۱۹۔ اسرار احمد، *رجوع الی القرآن*، ص ۱۷۹۔
۲۰۔ *ایضاً*، ص ۱۹۰۔
۲۱۔ *ایضاً*، ص ۱۹۳۔
۲۲۔ اسرار احمد، *عزمِ تنظیم*، (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن، س۔ ن)، ص ۴۳۔
۲۳۔ سید ابو الحسن ندوی، *تاریخ دعوت و عزیمت*، (کراچی: مجلس نشریات اسلام، س۔ ن)، ص ۶۸۔
۲۴۔ اسرار احمد، *عزم تنظیم*، ص ۲۵۔
۲۵۔ اسرار احمد، *تعارف تنظیم*، (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن، س۔ ن)، ص ۱۰۔
۲۶۔ ماہانہ میثاق، لاہور، جلد ۲۴، شمارہ ۵، جولائی ۱۹۷۲، ص ۱۶۔
۲۷۔ تنظیم اسلامی، *ڈاکٹر اسرار احمد اور تنظیم اسلامی*، ا(کراچی: انجمن خدام القرآن، س۔ ن)، ص ۱۱۲۔
۲۸۔ سالانہ رپورٹ برائے ۲۰۰۸۔ ۲۰۰۹، انجمن خدام القرآن، لاہور، ص ۲۳۔
۲۹۔ پراسپیکٹس قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور، ص۱۰۔
۳۰۔ اسرار احمد، *تعارف تنظیم*، ص ص ۱۱۲-۱۳۔
۳۱۔ تنظیم اسلامی، *دستور تنظیم اسلامی* (ترمیم شدہ)، (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن، س۔ ن)، ص۴۔
۳۲۔ رافعۃ الجبین، *ڈاکٹر اسرار احمد: شخصیت و دینی خدمات*، ص ۱۴۳۔
۳۳۔ عبد السمیع، *سالانہ رپورٹ تنظیم اسلامی بیرون پاکستان*، ماہانہ میثاق، لاہور، جلد ۴۵، شمارہ ۱۱، نومبر۱۹۹۶، ص ۴۹۔
۳۴۔ رافعۃ الجبین، *ڈاکٹر اسرار احمد: شخصیت اور دینی خدمات*، ص ۱۴۷۔